بسم الله الرحمن الرحيم

١ ـ بَابُ الإِخْلَاصِ وَإِحْضَارِ النِّيَّةِ فِي جَمِيعِ الأَعْمَالِ وَالأَقْوَالِ وَالأَحْوَالِ البَارِزَةِ وَالخَفِيَّةِ

١۔ تمام ظاہری اور باطنی اعمال' اقوال اور احوال میں اخلاص اور حسن نیت ضروری ہے

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ ۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلْقَيِّمَةِ ۝٥ ﴾ [البينة: ٥]، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ لَن يَنَالَ ٱللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ ٱلتَّقْوَىٰ مِنكُمْ ﴾ [الحج: ٣٧]، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ قُلْ إِن تُخْفُوا۟ مَا فِى صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ ٱللَّهُ ﴾ [آل عمران: ٢٩].

١ ـ وَعَنْ أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ بْنِ نُفَيْلِ بْنِ عَبْدِ العُزَّى بْنِ رِيَاحِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُرْطِ بْنِ رَزَاحِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ القُرَشِيِّ العَدَوِيِّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَو امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ» مُتَّفَقٌ عَلَى صِحَّتِهِ. رَوَاهُ إِمَامَا المُحَدِّثِيْنَ أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”ان کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں' یکسو ہو کر۔ اور نماز پڑھیں' زکوۃ دیں اور یہی سچا دین ہے“

اور فرمایا ”اللہ کو جانوروں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا' البتہ تمہارا تقویٰ اس تک پہنچتا ہے“

اور فرمایا ”آپ ؐ کہہ دیجئے' اگر تم اپنے سینوں میں کوئی بات چھپاؤ یا اس کو ظاہر کر دو' اللہ سب کو جانتا ہے“

١/١۔ امیر المومنین حضرت ابو حفص عمرؓ بن خطاب (بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب) قرشی عدوی سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر شخص کو اس کی (اچھی یا بری) نیت کے مطابق (اچھا یا برا) بدلہ ملے گا۔ پس جس کی ہجرت' اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہو گی' اس کی ہجرت انہی کی طرف سمجھی جائے گی اور جس نے دنیا حاصل کرنے کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کی غرض سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت انہی مقاصد کے لئے ہو گی“ اس روایت کی صحت متفقہ ہے۔ اسے امام المحدثین ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ جعفی بخاری اور امام

الْمُغِيْرَةِ بْنِ بَرْدِزْبَهْ الْجُعْفِيُّ الْبُخَارِيُّ، وَأَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ بْنِ مُسْلِمٍ الْقُشَيْرِيُّ النَّيْسَابُوْرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنهُما في صَحِيحَيْهِمَا اللَّذَينِ هُمَا أَصَحُّ الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ.

المحدثین ابو الحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیساپوری نے اپنی ان دو کتابوں میں روایت کیا ہے جو حدیث کی تمام مصنفہ کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح ہیں۔

تخريج: صحيح بخارى، كتاب بدء الوحى، وكتاب الإيمان، باب ما جاء أن الأعمال بالنية والحسبة . . . - وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب قوله ﷺ إنما الأعمال بالنية.

۱۔ **فوائد:** بعض روایات میں اس حدیث کا پس منظر یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے ام قیس نامی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا' اس نے اس وقت تک نکاح کرنے سے انکار کر دیا' جب تک وہ ہجرت نہ کرے۔ چنانچہ اس نے اس کی اس شرط کی وجہ سے ہجرت کر لی اور وہاں جا کر دونوں کا باہم نکاح ہو گیا' چنانچہ صحابہ میں اس کا نام ہی مہاجر ام قیس مشہور ہو گیا۔

اس حدیث کی بنیاد پر علماء کا اتفاق ہے کہ اعمال میں نیت ضروری ہے اور نیت کے مطابق ہی اجر ملے گا۔ تاہم نیت کا محل دل ہے' یعنی دل میں نیت کرنا ضروری ہے۔ زبان سے اس کا اظہار ضروری نہیں۔ بلکہ یہ بدعت ہے' جس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں۔ جیسے نماز پڑھتے وقت پاک و ہند میں زبان سے نیت کے اظہار کا عام رواج ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ہر کام کے لئے اخلاص ضروری ہے۔ یعنی ہر نیک عمل میں صرف اللہ کی رضا پیش نظر ہو۔ اگر کسی نیک عمل میں اخلاص کی بجائے کسی اور جذبے کی آمیزش ہو جائے گی تو عنداللہ وہ عمل مقبول نہیں ہو گا۔

۲ - وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ عَبْدِ اللهِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَغْزُو جَيْشٌ الكَعْبَةَ فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ». قَالَتْ: قُلْتُ: يا رسولَ اللهِ كَيْفَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِيهِمْ أَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُم!؟ قَالَ: «يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ، ثُمَّ يُبْعَثُونَ عَلَى نِيَّاتِهِم». مُتَّفَقٌ عَلَيهِ. هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

۲ / ۲۔ ام المومنین ام عبداللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر خانہ کعبہ پر چڑھائی کرنے کی نیت سے نکلے گا' جب وہ بیداء (کسی چٹیل میدان) میں پہنچے گا تو اس کے اول و آخر (سب کے سب) زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں' میں نے پوچھا' یا رسول اللہؐ! ان کے اول و آخر یعنی سب کو کیسے دھنسا دیا جائے گا؟ جب کہ ان میں بازاری لوگ ہوں گے (یعنی حکام کے علاوہ عام افراد یا مراد ہیں اہل اسواق یعنی منڈی کے لوگ اور مطلب ہے کہ وہ جنگجو نہیں ہوں گے) اور وہ بھی ہوں گے جو ان میں سے نہیں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ ان کے اول اور آخر سب دھنسا دیئے جائیں

گے ' پھر وہ اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے (یعنی قیامت والے دن ان سے معاملہ ان کی نیتوں کے مطابق کیا جائے گا)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب ما ذکر فی الأسواق ـ وصحیح مسلم، کتاب الفتن، باب الخسف بالجیش الذی یؤم البیت.

۲۔ **فوائد:** انسان کے ساتھ اچھا یا برا معاملہ اس کے قصد و ارادے کے مطابق کیا جائے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ظلم و فجور کے مرتکبین کی مصاحبت اور ہم نشینی نہایت خطرناک ہے۔ یہ کون سا لشکر ہے؟ اور اس کا وقوع کب ہو گا؟ اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ یہ پیش گوئیاں امور غیب سے ہیں جو نبی ﷺ کے معجزات میں سے ہیں ' جن کے وقوع اور صداقت پر ایمان رکھنا ضروری ہے ' اس لئے کہ اس قسم کی پیش گوئیاں وحی الٰہی پر مبنی ہیں۔

٣ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لا هِجْرَةَ بَعْدَ الفَتْحِ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَمَعْنَاهُ: لا هِجْرَةَ مِنْ مَكَّةَ لأَنَّهَا صَارَتْ دَارَ إِسْلامٍ.

۳ / ۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ' نبی کریم ﷺ نے فرمایا ' فتح کے بعد ہجرت نہیں ' البتہ جہاد اور نیت باقی ہیں۔ جب تمہیں جہاد پر نکلنے کے لئے طلب کیا جائے ' تو (بلا تامل) نکل کھڑے ہو۔ (بخاری و مسلم)

اس کا مطلب ہے ' مکہ فتح ہو جانے کے بعد (جو ۸ ہجری میں ہوا) مکے سے ہجرت کی ضرورت باقی نہیں رہی ' کیونکہ وہ دارالاسلام بن گیا ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب وجوب التنفیر، وباب فضل الجهاد، وغیره من کتب الصحیح ـ وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب المبایعة بعد فتح مکة.

۳۔ **فوائد:** جب کوئی ملک یا علاقہ دارالسلام قرار پا جائے تو وہاں سے کسی اور علاقے کی طرف ہجرت کرنی ضروری نہیں۔ البتہ وہ علاقے جو دارالکفر ہیں اور وہاں دین پر عمل کرنا یا اس پر قائم رہنا مشکل ہے تو ایسے علاقوں سے ہجرت کرنا واجب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کسی اسلامی ملک سے ' کسی دوسرے اسلامی ملک میں ہجرت کر کے جانا ضروری نہیں ہے تو پھر ایک اسلامی ملک کو چھوڑ کر بلاد کفر میں جا کر اس لئے مستقل رہائش اختیار کرنا کہ وہاں دولت کی ریل پیل اور تمدنی سہولتوں کی فراوانی ہے ' شرعاً اس کی اجازت نہیں ہے ' جس میں بدقسمتی سے اس زمانے کے مسلمان مبتلا ہیں۔ بالخصوص ان کے سرمائے کا انتقال اور مفکرین کی ہجرت بہت ہی تشویش ناک ہے جس سے بلاد کفر کی معیشت کو بھی سہارا مل رہا ہے اور ان کی حیا باختہ تہذیب کو فروغ و عروج بھی۔ علاوہ ازیں ایک مسلمان کے دل میں جہاد کا جذبہ اور ارادہ موجود رہنا چاہئے اور اس کے لئے ہر ممکن تیاری بھی۔ تاکہ جب بھی اسے جہاد کے لئے بلایا جائے تو فوراً اس پر لبیک کہہ سکے۔

٤ ـ وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ جَابِرِ بْنِ

۴ / ۴۔ حضرت ابو عبداللہ جابر بن عبداللہ انصاری

عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ: «إِنَّ بِالمَدِينَةِ لَرِجَالاً مَا سِرْتُمْ مَسِيراً وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِياً إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ، حَبَسَهُمُ المَرَضُ»، وَفِي رِوَايَةٍ: «إِلَّا شَرَكُوكُمْ فِي الأَجْرِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَرَوَاهُ البُخَارِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ أَقْوَاماً خَلْفَنَا بِالمَدِينَةِ مَا سَلَكْنَا شِعْباً وَلَا وَادِياً إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا، حَبَسَهُمُ العُذْرُ».

رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوے (جہاد) میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو آپؐ نے فرمایا ”یقیناً مدینے میں کچھ لوگ ہیں کہ تم نے جتنا بھی سفر کیا ہے اور جو بھی وادی طے کی ہے، وہ تمہارے ساتھ رہے ہیں، ان کو (مدینے میں) بیماری نے روکے رکھا“ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ”وہ تمہارے ساتھ اجر میں شریک رہے ہیں“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور بخاری کی روایت، جو حضرت انسؓ سے ہے، وہ اس طرح ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک سے واپس لوٹے، تو آپ نے فرمایا کہ ”ہمارے پیچھے کچھ لوگ مدینے میں رہے، ہم جس گھاٹی یا وادی میں چلے، وہ (اجر و ثواب میں) ہمارے ساتھ تھے، (کیونکہ) عذر نے ان کو وہاں روکے رکھا“۔

تخریج: صحيح بخارى، كتاب الجهاد، باب من حبسه العذر عن الغزو، وكتاب المغازى، باب نزول النبى ﷺ الحجر - وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب ثواب من حبسه عن الغزو مرض أوغيره.

۴۔ **فوائد**: اس سے معلوم ہوا کہ اگر دل میں جہاد کی نیت اور جذبہ موجود ہو، لیکن کسی عذر شرعی کی بنا پر شرکت سے معذور رہا، تو اللہ تعالیٰ اسے گھر بیٹھے ہی جہاد کا اجر و ثواب عطا فرما دے گا۔

٥ - وَعَنْ أَبِي يَزِيدَ مَعْنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ الأَخْنَسِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُم، وَهُوَ وَأَبُوهُ وَجَدُّهُ صَحَابِيُّونَ، قَالَ: كَانَ أَبِي يَزِيدُ أَخْرَجَ دَنَانِيرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي المَسْجِدِ فَجِئْتُ فَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ: وَاللهِ مَا إِيَّاكَ أَرَدْتُ، فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيدُ، وَلَكَ مَا أَخَذْتَ يَا مَعْنُ» رَوَاهُ البُخَارِيُّ.

۵ / ۵۔ حضرت ابو یزید معن بن یزید بن اخنس رضی اللہ عنہم (یہ معن خود، اس کے باپ یزید اور دادا، اخنس تینوں صحابی ہیں) نے بیان کیا کہ میرے باپ یزید نے کچھ دینار صدقے کے لئے نکالے اور وہ انہیں مسجد (نبویؐ) میں ایک آدمی کے پاس رکھ آئے (تاکہ وہ کسی ضرورت مند کو دے دے) میں مسجد میں آیا تو میں نے وہ دینار اس سے لے لئے (کیونکہ میں ضرورت مند تھا) اور گھر لے آیا۔ جب والد کو معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا ”واللہ! تجھ کو تو دینے کا میں نے ارادہ نہیں کیا تھا“ چنانچہ میں اپنے والد کو نبی ﷺ کی خدمت میں لے آیا اور یہ جھگڑا آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا

"اے یزید! تیرے لئے تیری نیت کا ثواب ہے اور اے معن! تونے جو لیا ہے' وہ تیرے لئے (جائز)"۔

(بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، باب إذا تصدق علی ابنه وهو لا یشعر۔

۵۔ **فوائد**: اس سے معلوم ہوا کہ اگر صدقہ غیرارادی طور پر محتاج بیٹے کے ہاتھ میں آگیا تو اسے واپس لینے کی ضرورت نہیں ہے' کیونکہ باپ نے تو کسی مستحق کو دینے کی نیت کی تھی' اسے اس کی نیت کے مطابق صدقے کا اجر مل گیا۔ تاہم یہ بات بعض علماء کے نزدیک نفلی صدقے پر محمول ہو گی' کیونکہ صدقہ واجبہ (زکوۃ) کی رقم ان کو نہیں دی جا سکتی' جن کا خرچ انسان کے ذمے واجب ہے۔ (۲) صدقے کے لئے کسی کو وکیل بنانا جائز ہے۔ (۳) شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے باپ کو حاکم مجاز یا عالم دین کے پاس لے جانا' باپ کی نافرمانی نہیں ہے' جیسے شرعی مسائل میں باہم بحث و تکرار گستاخی نہیں ہے۔

(فتح الباری۔ باب مذکور' و باب الزکوۃ علی الزوج والایتام فی الحجر)

٦ - وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ مَالِكِ بْنِ أُهَيْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ زُهْرَةَ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ القُرَشِيِّ الزُّهْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَحَدِ العَشَرَةِ المَشْهُودِ لَهُمْ بالجَنَّةِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُم، قَالَ: جَاءَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُنِي عَامَ حَجَّةِ الوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الوَجَعِ مَا تَرَى، وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَي مَالِي؟ قَالَ: «لَا»، قُلْتُ: فَالشَّطْرُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: «لَا»، قُلْتُ: فَالثُّلُثُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «الثُّلُثُ والثُّلُثُ كَثِيرٌ - أَوْ كَبِيرٌ - إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ» قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي؟ قَالَ: «

۶/۲۔ ابو اسحاق سعدؓ بن ابی وقاص (مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرۃ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی القرشی الزہری) جو ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں جنہیں جنت کی خوش خبری دنیا میں ہی دے دی گئی تھی' وہ فرماتے ہیں کہ میری بیمار پرسی کے لئے حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے' مجھے اس وقت شدید درد تھا۔ میں نے آپ سے کہا "آپ دیکھ رہے ہیں کہ میرا درد کیسی شدت اختیار کر گیا ہے' میں صاحب مال ہوں لیکن میری وارث صرف میری ایک ہی بیٹی ہے۔ کیا میں اپنے مال کا دو تہائی (۳/۲) حصہ خیرات کر دوں؟" آپ نے فرمایا "نہیں" میں نے کہا "آدھا مال؟" آپ نے فرمایا "نہیں" میں نے کہا "پھر یا رسول اللہ! ایک تہائی ۳/۱ مال صدقہ کر دوں؟" آپ نے فرمایا "تیسرا حصہ (تم خیرات کر سکتے ہو) اور تیسرا حصہ بھی زیادہ یا بڑا ہے' اس لئے کہ تم اپنے وارثوں کو صاحب حیثیت چھوڑ کر جاؤ' یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں کنگال کر کے جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں' (یاد رکھو!) تم جو بھی اللہ کی

إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلاً تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً، وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ. اللَّهُمَّ أَمْضِ لأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ، وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ، لٰكِنِ البَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ» يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

رضا کے لئے خرچ کرو گے تو اس پر تمہیں اجر ملے گا' حتیٰ کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے (اس پر بھی ثواب ہو گا)" میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں کے بعد پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا؟" (یعنی میرے ساتھی مجھ سے پہلے فوت ہو جائیں گے اور میں دنیا میں اکیلا رہ جاؤں گا؟) آپ نے فرمایا (کہ اگر ایسا ہوا بھی تو کیا؟' یہ تمہارے حق میں اچھا ہی ہے) اس لئے کہ ساتھیوں کی وفات کے بعد' جب تم ان کے پیچھے رہ جاؤ گے' تو جو بھی عمل اللہ کی رضا کے لئے کرو گے' اس سے تمہارے درجے میں زیادتی اور بلندی ہی ہو گی۔ نیز شاید تمہیں مزید زندگی گزارنے کا موقع دیا جائے' حتیٰ کہ کچھ لوگ (اہل ایمان) تم سے فائدہ اٹھائیں اور کچھ دوسرے لوگوں (کافروں) کو تم سے نقصان پہنچے (پھر آپ نے دعاء فرمائی) اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت کو جاری (پورا) فرما دے اور ان کو ان کی ایڑیوں پر نہ لوٹا۔ لیکن قابل رحم سعد بن خولہ ہیں' ان کے لئے رسول اللہ ﷺ رحمت کی دعاء فرماتے تھے اس لئے کہ وہ مکے میں فوت ہوئے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب رثاء النبی صلی اللہ علیه وسلم سعد بن خولة، وکتاب الوصایا، باب أن یترك ورثته أغنیاء . . . ۔ وصحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب الوصیة بالثلث .

توضیح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس شہر میں اقامت پذیر ہونا پسند نہیں کرتے تھے' جس سے انہوں نے' اس کی محبت کے باوجود محض اللہ کی رضا کے لئے' ہجرت کی تھی' اس لئے حضرت سعد ڈرتے تھے کہ کہیں ان کی موت مکے میں نہ آئے۔ چنانچہ ان کے لئے آپ نے ہجرت کے اتمام کی دعاء فرمائی اور سعد بن خولہ کی حالت زار پر آپ نے دکھ کا اظہار فرمایا' کیونکہ ان کی وفات مکے میں ہوئی' جس کی وجہ سے وہ ہجرت کے پورے ثواب سے محروم رہے۔

۶۔ **فوائد:** یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مرض الموت میں انسان ایک تہائی مال (۳/۱) سے زیادہ صدقہ یا وصیت نہیں کر سکتا۔

(۲) انسان کی اگر نیت صحیح ہو تو بیوی بچوں پر جو کچھ خرچ کرتا ہے' اس پر بھی اسے اجر ملتا ہے۔ (۳) کسی صحیح

غرض کی خاطر اپنی بیماری یا تکلیف کا اظہار کر سکتا ہے' تاکہ اس کا علاج یا دعاء کی جا سکے' یہ اللہ کے خلاف شکوہ نہیں ہے۔ (۴) انفاق و صدقات میں اپنے قریب ترین رشتے داروں کو اولیت اور فوقیت دی جائے۔

٧ ۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ صَخْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَامِكُمْ، وَلَا إِلَى صُوَرِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُم» رَوَاهُ مُسْلِم.

٧ / ٧۔ حضرت ابو ہریرہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن صخر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا' بلکہ وہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے" (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله.

٧۔ **فوائد:** اس حدیث سے بھی اخلاص اور تصحیح نیت کی اہمیت واضح ہے' اس لئے ہر نیک عمل میں اس کا اہتمام ضروری ہے اور دل کو ہر اس چیز سے صاف رکھنا چاہئے جس سے وہ عمل برباد ہو سکتا ہے۔ جیسے ریا کاری اور نمود و نمائش کا جذبہ یا دنیا کا لالچ یا اور اسی قسم کے گھٹیا مفادات۔ تاہم دلوں کا حال چونکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے' اس لئے اعمال کی اصل حقیقت قیامت والے دن ہی واضح ہو گی جب کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اچھا یا برا بدلہ ملے گا' دنیا میں انسان کے ساتھ اس کے ظاہری اعمال کے مطابق ہی معاملہ کیا جائے گا اور اس کی باطنی کیفیت کو اللہ کی سپرد کر دیا جائے گا۔

نوٹ: ریاض الصالحین کے بعض نسخوں میں اس حدیث کو ۔ واعما لکم ۔ کے بغیر نقل کیا گیا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح مسلم میں قلوبکم کے ساتھ واعمالکم بھی ہے۔ یہ زیادتی اس لئے نہایت اہم ہے کہ اس کے بغیر لوگ حدیث کے سمجھنے میں ٹھوکر کھاتے ہیں' مثلاً جب کسی سے کہا جائے کہ پوری داڑھی رکھنا اور کفار کی مشابہت سے بچنا ضروری ہے یا پردے کی اہمیت یا دیگر احکام شرعیہ کی وضاحت کی جائے تو کہتے ہیں کہ اصل بات تو دل کی ہے (یعنی احکام پر عمل ضروری نہیں) اور استدلال اس حدیث سے کرتے ہیں کہ "اللہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے" حالانکہ اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی ہیں کہ "اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے" جن سے عمل کی افادیت یعنی اسے بھی سنت کے مطابق کرنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ بیک وقت دل اور عمل دونوں کی اصلاح ضروری ہے' کیونکہ ایک کی اصلاح دوسرے کی اصلاح پر منحصر ہے۔ دل صحیح ہو گا تو عمل بھی صحیح ہو گا اور عمل صحیح ہو گا تو دل بھی صحیح ہو گا۔ اصلاح اعمال کے بغیر' دلوں کی اصلاح اور دلوں کی اصلاح کے بغیر اعمال کی اصلاح ممکن نہیں۔ اسے دوسری حدیث میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے کہ "جسم انسانی میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے' جب وہ درست ہوتا ہے تو سارا جسم درست اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے' اور وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے" (دیکھئے حدیث نمبر ۵۸۸' باب ٦٨) دیگر متعدد احادیث سے بھی عمل کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولکل درجات مما عملوا "اعمال کے مطابق ہر ایک کے درجے ہوں گے" یعنی عملوں کی وجہ سے اہل جنت کے درجات میں کمی بیشی ہو گی اور فرمایا ادخلوا الجنة

بما کنتم تعملون ”اپنے عملوں کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤ“ جب عمل کی یہ اہمیت ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم اور صورت کی طرح، عمل نہیں دیکھتا، جب کہ ایمان کے بعد یہ عمل ہی جنت میں جانے کی اساس ہے۔ (افادہ الالبانی فی تعلیقاتہ علی ریاض الصالحین)

٨ ـ وَعَنْ أَبِي مُوسَى عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً، وَيُقَاتِلُ رِيَاءً، أَيُّ ذٰلِكَ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ العُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٨ / ٨۔ حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی بہادری کے جوہر دکھانے کے لئے، دوسرا (خاندانی، قبائلی) حمیت کے لئے اور ایک تیسرا ریاکاری کے لئے لڑتا ہے، ان میں سے اللہ کی راہ میں لڑنے والا کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص صرف اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ (دین) بلند ہو، وہ اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من سأل وھو قائم عالما جالسا ۔ وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب من قاتل لتکون کلمة الله ھی العلیا.

٨۔ **فوائد**: اللہ کے ہاں اعمال کا اعتبار چونکہ نیات صالحہ کے مطابق ہو گا، اس لئے عنداللہ مجاہد فی سبیل اللہ بھی صرف وہی ہو گا جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے لڑے گا۔ تاہم اس کا تعلق چونکہ دل سے ہے جس کو انسان دیکھنے پر قادر نہیں ہے۔ اس لئے میدان جہاد میں ہر مسلمان مقتول کے ساتھ شہید والا معاملہ کیا جائے گا اور اس کی نیت اور ارادے کا مسئلہ اللہ کے سپرد ہو گا، کیونکہ دلوں کے بھید وہی جانتا ہے۔

٩ ـ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ نُفَيْعِ بْنِ الحَارِثِ الثَّقَفِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا التَقَى المُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالقَاتِلُ وَالمَقْتُولُ فِي النَّارِ»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، هٰذَا القَاتِلُ فَمَا بَالُ المَقْتُولِ؟ قَالَ: «إِنَّهُ كَانَ حَرِيصاً عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٩ / ٩۔ حضرت ابو بکرہ نفیع بن حارث ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں سونت کر ایک دوسرے کو (مارنے کی نیت سے) ملتے ہیں (ایک دوسرے کے مقابل صف آراء ہوتے ہیں) تو یہ قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں، میں نے پوچھا، یا رسول اللہ! قاتل کا جہنمی ہونا تو سمجھ میں آتا ہے، مقتول جہنمی کیوں ہو گا؟ آپ نے فرمایا ”اس لئے کہ وہ بھی اپنے ساتھی (دوسرے مسلمان) کے قتل کا حریص تھا“۔ (بخاری و مسلم۔)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب إذا التقی المسلمان بسیفیھما، وکتاب الإیمان وکتاب الدیات ۔ وصحیح مسلم، کتاب الفتن، باب إذا تواجه المسلمان بسیفیھما برقم٢٨٨٨.

۹۔ **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ اس ارادۂ معصیت پر انسان مستحق عتاب الٰہی ہو گا جس کا اس نے اپنے دل میں پختہ عزم کیا ہو گا اور اس کے ارتکاب کے لئے اسباب و وسائل بھی اختیار کئے گئے ہوں گے' گو وہ اس میں کسی رکاوٹ کی وجہ سے کامیاب نہ ہوا ہو۔ گویا عزم' وسوسے سے مختلف ہے۔ وسوسہ معاف ہے' جب کہ عزم (پختہ ارادہ) قابل مواخذہ ہے۔ تاہم حدیث میں جو وعید مذکور ہے اس کا مصداق باہم لڑنے والے مسلمان اس وقت ہوں گے' جب وہ دنیاوی حمیت و عصبیت کی بنا پر لڑ رہے ہوں۔ کوئی شرعی معاملہ ان کے باہمی قتال کی بنیاد نہ ہو' کیونکہ اس صورت میں ممکن ہے کہ دونوں ہی کا مبنیٰ اپنا اپنا اجتہاد ہو' جس میں وہ عنداللہ معذور سمجھے جائیں۔

١٠ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلاتِهِ فِي سُوقِهِ وَبَيْتِهِ بِضْعاً وَعِشْرِينَ دَرَجَةً، وَذٰلِكَ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لا يُرِيدُ إِلا الصَّلاةَ، لا يَنْهَزُهُ إِلا الصَّلاةُ، لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلاةِ مَا كَانَتِ الصَّلاةُ هِيَ تَحْبِسُهُ، وَالْمَلائِكَةُ يُصَلُّونَ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الذي صَلَّى فِيهِ يَقُولُونَ: «اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ، مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ، مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ. وَقَوْلُهُ ﷺ: «يَنْهَزُهُ» هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَالْهَاءِ وَبِالزَّايِ: أَيْ يُخْرِجُهُ وَيُنْهِضُهُ.

۱۰/ ۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "آدمی کی جماعت کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز' اس نماز سے کچھ اوپر ۲۰ درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے جو وہ اپنے بازار یا گھر میں پڑھتا ہے۔ اس لئے کہ جب کوئی شخص اچھے طریقے سے وضوء کرتا' پھر نماز کے ارادے سے مسجد میں آتا ہے' اسے نماز ہی مسجد کی طرف لے جاتی ہے' تو ایسے شخص کے ہر قدم کے بدلے ایک درجہ بلند اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے تاآنکہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے' تو جب تک نماز اس کو وہاں روکے رکھتی ہے' وہ نماز میں ہی شمار ہو گا (یعنی جماعت کے انتظار میں یا ذکر الٰہی میں مصروف' جب تک مسجد میں رہے گا' وہ اللہ کے ہاں نماز کی حالت میں سمجھا جائے گا) اور فرشتے تمہارے ایک آدمی کے بارے میں رحمت کی دعاء کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی اس مجلس میں بیٹھا رہے جس میں اس نے نماز پڑھی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں' اے اللہ! اس پر رحم فرما' اے اللہ! اس کو بخش دے' اے اللہ! اس پر رجوع فرما' (یہ دعائیں اس کے حق میں اس وقت تک جاری رہتی ہیں) جب تک وہ کسی کو ایذا نہ پہنچائے' جب تک بے وضوء نہ ہو۔ (متفق علیہ۔) مذکورہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں اور ینھزہ (یاء ہا کے فتح اور زا کے ساتھ) کے معنی ہیں' اس

کو نکالتی اور اٹھاتی ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی مسجد السوق، وکتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، وکتاب البیوع - وصحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة وانتظار الصلاة.

۱۰۔ **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ بازاروں اور گھروں میں اکیلے نماز پڑھنی جائز تو ہے‘ تاہم جماعت کے ساتھ پڑھنے کی ۲۵‘ ۲۶ یا ۲۷ درجے زیادہ فضیلت ہے جیسا کہ دیگر روایات میں ہے۔ (۲) نماز‘ دیگر اعمال خیر سے افضل ہے کیونکہ فرشتے نمازی کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔

١١ ـ وَعَنْ أَبِي العَبَّاسِ عَبدِ الله بْنِ عَبَّاس بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ رَضِيَ الله عَنْهُمَا، عَنْ رَسُولِ الله ﷺ، فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ، تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ: «إِنَّ الله كَتَبَ الحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ: فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ، وَإِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۱ / ۱۱۔ ابو العباس عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں‘ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ لی ہیں‘ پھر اس کی توضیح فرمائی‘ پس جس شخص نے کسی نیکی کا ارادہ کیا‘ لیکن اسے کر نہیں سکا‘ اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر ارادے کے مطابق اسے کر بھی لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا‘ بلکہ اس سے بھی زیادہ نیکیوں کا ثواب اس کے لئے لکھ دیتا ہے اور اگر کسی نے کسی برائی کا ارادہ کیا‘ لیکن اسے کیا نہیں‘ تو اللہ تعالیٰ اسے بھی اپنے پاس ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر ارادے کے مطابق اس برائی کو کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک ہی برائی لکھتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب من هم بحسنة أو سیئة، وکتاب التوحید - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب إذا هم العبد بحسنة کتبت، وإذا هم بسیئة لم تکتب.

۱۱۔ **فوائد:** جو بات نبی ﷺ‘ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حوالے سے بیان فرمائیں‘ اسے حدیث قدسی کہا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو الہام کے ذریعے سے آگاہ فرماتا ہے۔ اس میں اللہ کی اس وسعت فضل و کرم کا بیان ہے جو وہ اپنے بندوں کے ساتھ فرماتا ہے اور قیامت والے دن بھی فرمائے گا۔

١٢ ـ وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ الله بْنِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ:

۱۲ / ۱۲۔ حضرت ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے سنا‘ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ ”تم سے پہلی امتوں میں سے تین شخص

«انْطَلَقَ ثَلاثَةُ نَفَرٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتَّى آوَاهُمُ المَبِيتُ إلى غَارٍ فَدَخَلُوهُ، فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِنَ الجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَيْهِمُ الغَارَ، فَقَالُوا: إِنَّهُ لا يُنْجِيْكُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوا اللهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ. قَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: اللَّهُمَّ كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، وَكُنْتُ لا أَغْبِقُ قَبْلَهُمَا أَهْلاً وَلا مَالًا. فَنَأَى بِي طَلَبُ الشَّجَرِ يَوْماً فَلَمْ أُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتَّى نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ، فَكَرِهتُ أنْ أُوقِظَهُمَا وَأنْ أَغْبِقَ قَبْلَهُما أَهْلاً أو مَالًا، فَلَبِثْتُ - والقَدَحُ على يَدِي - أَنْتَظِرُ اسْتِيقَاظَهُمَا حَتَّى بَرَقَ الفَجْرُ وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمِي فاستَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوقَهُما، اللَّهُمَّ إنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلك ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا ما نَحْنُ فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ، فَانْفَرَجَت شَيْئاً لا يَسْتَطِيعُونَ الخُرُوجَ مِنْهُ. قَالَ الآخَرُ: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةُ عَمٍّ كَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ - وَفِي رِوَايَةٍ: كُنْتُ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ - فَأَرَدْتُهَا على نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّي حَتَّى أَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِنَ السِّنِينَ فَجَاءَتْنِي فَأَعْطَيْتُهَا عِشْرِينَ وَمِائَةَ دِينَارٍ على أَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ، حَتَّى إذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا - وفي رِوَايَةٍ: فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا - قَالَتْ: اتَّقِ اللهَ وَلا تَفُضَّ الخَاتَمَ إِلا بِحَقِّهِ، فَانْصَرَفْتُ عَنهَا وَهِيَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الذِي أَعْطَيْتُهَا، اللَّهُمَّ إنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلكَ

تھے جو ایک ساتھ سفر پر نکلے' حتیٰ کہ رات ہو گئی' چنانچہ رات گزارنے کے لئے وہ ایک غار میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد پہاڑ سے ایک بڑا سا پتھر لڑھک کر نیچے آیا جس نے غار کے دھانے کو بند کر دیا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے آپس میں مشورہ کیا' ان کی سمجھ میں یہی بات آئی کہ اس ابتلاء سے نجات کی یہی صورت ہے کہ تم اپنے اعمال صالحہ کے واسطے سے اللہ سے دعاء کرو۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اپنے عمل کے حوالے سے دعائیں کیں۔ ان میں سے ایک نے کہا: یا اللہ! تو جانتا ہے' میرے بوڑھے ماں باپ تھے اور شام کو میں سب سے پہلے انہی کو دودھ پلاتا تھا' ان سے پہلے میں اہل و عیال کو اور خادم و غلام کو نہیں پلاتا تھا۔ ایک دن درختوں کی تلاش میں میں دور نکل گیا اور جب واپس لوٹ کر آیا تو والدین سو چکے تھے' میں نے شام کا دودھ دوہا اور ان کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں' میں نے ان کو جگانا بھی پسند نہیں کیا اور ان سے قبل اپنے اہل اور غلاموں کو دودھ پلانا بھی گوارا نہیں کیا۔ میں دودھ کا پیالہ ہاتھ میں پکڑے' ان کے سرہانے کھڑا' ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا' جب کہ بچے بھوک کے مارے میرے قدموں میں بلبلاتے رہے' حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور وہ بیدار ہوئے' میں نے انہیں ان کے شام کے حصے کا دودھ پلایا اور انہوں نے پیا۔ یا اللہ اگر یہ کام میں نے صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا' تو ہم اس چٹان کی وجہ سے' جس نے غار کا منہ بند کر دیا ہے' جس مصیبت میں پھنس گئے ہیں' اس سے ہمیں نجات عطا فرما دے۔ اس دعاء کے نتیجے میں وہ چٹان تھوڑی سی سرک گئی' لیکن ابھی اس سے باہر نکلنا ممکن نہیں تھا۔ دوسرے شخص نے دعاء کی' یا اللہ! میری چچا زاد بہن تھی جو مجھے سب سے زیادہ

ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ أَنَّهُمْ لا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ مِنهَا. وَقَالَ الثَّالِثُ: اللَّهُمَّ اسْتَأْجَرْتُ أُجَرَاءَ وَأَعْطَيْتُهُمْ أَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ الذي لَهُ وَذَهَبَ، فَثَمَّرْتُ أَجْرَهُ حَتَّى كَثُرَتْ مِنْهُ الأَمْوَالُ، فَجَاءَنِي بَعْدَ حِينٍ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ أَدِّ إِلَيَّ أَجْرِي، فَقُلْتُ: كُلُّ ما تَرَى مِنْ أَجْرِكَ: مِنَ الإِبِلِ وَالبَقَرِ وَالغَنَمِ وَالرَّقِيقِ. فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ لا تَسْتَهْزِىءْ بِي! فَقُلْتُ: لا أَسْتَهْزِىءُ بِكَ، فَأَخَذَهُ كُلَّهُ فَاسْتَاقَهُ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئاً، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا ما نَحْنُ فِيْهِ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوا يَمْشُونَ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

محبوب تھی (دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں) میں اس سے اتنی شدید محبت کرتا تھا جتنی کہ زیادہ سے زیادہ محبت مردوں کو عورتوں سے ہو سکتی ہے۔ پس میں نے (ایک مرتبہ) اس سے اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا لیکن وہ آمادہ نہیں ہوئی اور اس نے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ ایک وقت آیا کہ قحط سالی نے اسے میرے پاس آنے پر مجبور کر دیا' میں نے اسے اس شرط پر ایک سو بیس دینار دیئے کہ وہ میرے ساتھ خلوت اختیار کرے' چنانچہ وہ آمادہ ہو گئی۔ جب میں اس پر قادر ہو گیا (اور وہ میرے قابو میں آگئی) دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔ جب میں (اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کے لئے) اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا' تو اس نے کہا "اللہ سے ڈر! اور اس مہر کو ناحق مت توڑ" (اس کے ان الفاظ نے یا اللہ تیرا خوف مجھ پر طاری کر دیا) اور میں اس سے دور ہو گیا (اسے چھوڑ دیا) حالانکہ وہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ مجھے پیاری تھی اور میں نے سونے کے وہ دینار بھی چھوڑ دیئے جو میں نے اسے دیئے تھے۔ یااللہ! اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لئے کیا تھا تو یہ نازل شدہ مصیبت ہم سے دور فرما دے! چنانچہ وہ چٹان کچھ اور سرک گئی' لیکن باہر نکلنے کا راستہ اب بھی نہیں بنا۔ تیسرے نے دعاء کی۔ یا اللہ! میں نے کچھ مزدوروں کو اجرت پر رکھا تھا' سب کو میں نے ان کی اجرت عطا کر دی' صرف ایک مزدور اپنی مزدوری لئے بغیر چلا گیا تھا۔ میں نے اس کی مزدوری کی رقم کو کاروبار میں لگا دیا' حتیٰ کہ اس سے بہت سا مال بن گیا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ ایک دن آیا اور آکر کہا "اللہ کے بندے! مجھے میری اجرت ادا کر دے" میں نے کہا "یہ اونٹ' گائے' بکریاں اور غلام جو تجھے نظر آرہے ہیں' یہ سب تیری اجرت کا ثمر ہے" اس نے کہا "اللہ کے

بندے! مجھ سے مذاق نہ کر" میں نے کہا "میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا" (حقیقت بیان کر رہا ہوں) چنانچہ (میری وضاحت پر) وہ سارا مال لے گیا' اس میں سے اس نے کچھ نہ چھوڑا۔ یا اللہ! اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا کی خاطر کیا ہے تو یہ مصیبت جس میں ہم پھنسے ہوئے ہیں' دور کر دے! پس وہ چٹان بالکل سرک گئی اور غار کا منہ کھل گیا اور سب باہر نکل آئے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأنبیاء، باب ﴿أم حسبت أن أصحاب الكهف والرقیم﴾ حدیث الغار، وکتاب الإجارة ـ وصحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب قصة أصحاب الغار الثلاثة، والتوسل بصالح الأعمال.

۱۲۔ **فوائد**: معلوم ہوا کہ نیک اعمال کے وسیلے سے دعاء کرنی جائز ہے تاہم توسل بالذات' ایک بدعی عمل ہے جس سے اجتناب کیا جائے' کیونکہ ایک تو اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ دوسرے' یہ خیرالقرون کے تعامل کے خلاف ہے۔ (۲) والدین کی خدمت کو اولیت دی جائے' حتیٰ کہ بیوی بچوں سے بھی۔ (۳) اللہ کے ڈر سے گناہ سے رک جانا' نہایت فضیلت والا عمل ہے۔ (۴) مزدوروں کے ساتھ اچھا معاملہ کیا جائے' جس کا حق رہ گیا ہو' اسے بہتر طریقے سے ادا کیا جائے۔ (۵) اخلاص' خشوع و خضوع اور الحاح و زاری سے کی گئی دعاء قبول ہوتی ہے۔ (۶) اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی خرق عادت کے طور پر بھی مدد فرماتا ہے' جسے کرامت کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کے معجزوں کی طرح اولیاء اللہ کی کرامات بھی برحق ہیں۔ تاہم معجزات اور کرامات' دونوں صرف اللہ کی مشیت سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ انبیاء و اولیاء جب چاہیں معجزات اور کرامات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

٢ ـ بَابُ التَّوبَةِ

قال العلماءُ: التَّوْبَةُ وَاجِبَةٌ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ، فَإِنْ كَانَتِ المَعْصِيَةُ بَيْنَ العَبْدِ وَبَيْنَ اللهِ تَعَالَى لا تَتَعَلَّقُ بحَقِّ آدَمِيٍّ؛ فَلَهَا ثَلاثَةُ شُرُوطٍ:

أَحدُهَا: أَنْ يُقْلِعَ عَنِ المَعْصِيَةِ.

وَالثَّانِي: أَنْ يَنْدَمَ عَلَى فِعْلِهَا.

وَالثَّالِثُ: أَنْ يَعْزِمَ أَنْ لا يَعُودَ إِلَيْهَا أَبَداً. فَإِنْ فُقِدَ أَحَدُ الثَّلاثَةِ لَمْ تَصِحَّ تَوْبَتُهُ.

وَإِنْ كَانَتِ المَعْصِيَةُ تَتَعَلَّقُ بِآدَمِيٍّ

۲۔ توبہ کا بیان

علماء نے کہا ہے کہ توبہ ہر گناہ سے واجب ہے۔ اگر گناہ کا تعلق اللہ سے ہے' کسی آدمی کا حق اس سے متعلق نہیں ہے تو ایسے گناہ سے توبہ (کی قبولیت کے لئے) تین شرطیں ہیں' پہلی یہ کہ اس گناہ کو چھوڑ دے' جس سے وہ توبہ کر رہا ہے دوسری' یہ کہ اس پر ندامت (پشیمانی) کا اظہار کرے۔ تیسری' یہ کہ وہ پختہ ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی یہ گناہ نہیں کرے گا۔ اگر تین شرطوں میں سے ایک بھی شرط مفقود ہو گی' تو توبہ صحیح نہیں ہو گی۔ اور اگر اس گناہ کا تعلق دوسرے